والے مظالم پر مدتوں اندھے بنے رہے۔اب دوسروں سے کیا گلہ جب اپنے بیگانہ بنے۔ مسلمان اس قدر بے بس کیوں ہیں؟؟ مسلمانوں کی بے بسی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے احکام الٰہی کی کھلی نافرمانی کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:
﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ ''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ مت پھیلاؤ''.

جبکہ آج کے مسلمان فرمان الٰہی کی سراسر نافرمانی کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ کہیں مسلمان علاقائی ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں، کہیں لسانی جھگڑا عام ہے، کہیں قوم وقبائل کا اختلاف ہے، ہر جگہ مسلمان مختلف فرقوں میں اس طرح بٹ گئے ہیں کہ ہر کوئی اپنے آپ کو مسلمان اور دوسرے کو کافر سمجھتا ہے۔ پرانا زمانہ جاہلیت' جس میں عرب اور عجم کا تعصب زوروں پر تھا، وہی پھر بحال ہوگیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا: ''کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے۔'' حالانکہ کتابِ الٰہی اور سنت نبوی ہمارے درمیان موجود ہے۔ مگر اکثر مسلمان قرآن وحدیث کو صرف ثواب کے لیے پڑھنے کو کافی سمجھ رہے ہیں، اکثر فرقہ پرست اپنی اپنی فقہی کتاب کو'' قرآن وحدیث'' کا قائم مقام قرار دیتے ہیں۔اس تفریق میں سارے فرقہ پرست ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ایک دوسرے کی کمزوری بیان کرنے اور اسلام کے اعداء کو مواد واسلحہ فراہم کرنے میں مصروف عمل ہیں۔یہی ہماری شکست کی پہلی نشانی ہے۔ جو گھاؤ اپنے دے سکتے ہیں، وہ غیر کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

مسلمانو! ہوش کرو، نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ اب بھی وقت ہے ایک بار پھر متحد ہو جاؤ۔ حالات وواقعات سے سبق سیکھو اور ایک بار پھر متحد ہو کر اسلام کا غلبہ پوری دنیا پر عام کردو۔ ہمارا متحد ہونا ہی کفار پر غلبہ کی نوید ہے، جس دن مسلمانوں کے آپس میں اتفاق پیدا ہوگیا، وہی تمام مظالم کے خاتمے کا آخری دن ہوگا۔

آخر میں میری دل سے دعا ہے کہ اللہ فلسطین میں ہونے والے مظالم کو بند کردے، شہید ہونے والوں کی شہادتوں کو قبول فرمائے اور فلسطینیوں کو صبر وحوصلہ عطا فرمائے۔ دنیا میں کہیں بھی ظلم ہو اللہ ان سے نجات دے اور مسلمانوں کو پھر سے متحد کردے۔ (آمین)

ان ارید الا الإصلاح قسط:(۱)

اسلام کا فلسفہ اسماء والقاب

تصنیف: حافظ مختار احمد گوندل   انتخاب: ابوحبیب

نام رکھنے اور کنیت کے ضمن میں عربوں کا طریقہ

حافظ ابن القیم نے کتاب مفتاح دار السعادۃ میں عربوں میں اولاد کے ناموں کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ اپنی اولاد کے نام رکھنے کے معاملے میں عربوں کے ہاں کئی طریقے مروّج تھے۔ بعض نے دشمن پر فتح کی نیک فال کی غرض سے نام رکھا مثلاً: **غالب، مالک، ظالم، غارم، مناضل، مقاتل، معارک، مسھر، مصبح اور طارق** وغیرہ۔ اور بعض نے دنیاوی فوائد کی فال کی غرض سے نام رکھا مثلاً: **سعد، سعید، سعدیٰ اور غانم** وغیرہ۔ اور بعض نے سخت اور کھردرے قسم کے جسموں والا نام رکھا تا کہ اس سے طاقت کی فال لی جائے مثلاً: حجر، صخر، فھر اور جندل۔ اور بعض ایسے تھے کہ بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہوتی تو گھر سے نکل جاتا اور جو کچھ بھی اسے سب سے پہلے ملتا، بچے کا نام اسی کے نام پر رکھ دیتا؛ مثلاً ثعلب، (لومڑی)، ضب (گوہ)، غزالۃ (ہرن) یا کلب (کتا) وغیرہ۔ اسلام آنے تک ان کا یہی دستور و معمول ہر قوم میں رہا ہے۔ برصغیر میں بھی اقوام کے ناموں کا ایسا ہی پس منظر ہے۔

عربوں کے اکثر نام ان ناموں سے منقول ہیں، جو ان کے خیال کے خزانے میں چکر لگاتے رہتے تھے۔ اور یہ وہ چیزیں ہوتی تھیں، جن میں ان کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا اور جو ان کے آس پاس رہتی تھیں۔ یا حیوان جیسے فہد۔ اسد (شیر)، نمر (چیتا) یا نباتات جیسے نبت، حنظلۃ (اندرائن)، یا حشرات الارض جیسے سانپ، کیڑے یا زمین کے اجزاء جیسے حجر پتھر اور صخر (چٹان) وغیرہ۔ عربوں میں بعض لوگ اپنا نام جھوٹے حاجت رواؤں اور جعلی مشکل کشاؤں کی بندگی کے حوالے سے رکھتے تھے، جیسے: عبد العزیٰ، عبد وَدّ، عبد مناۃ وغیرہ۔ بعض کا نام کسی مشہور شاعر یا ادیب وغیرہ کے نام پر پڑ جاتا تھا۔

کنیت: کنیت کا لفظ کنایہ سے بنا ہے۔ اور کنایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ بول کر اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لیا جائے۔ عربوں کے ہاں کنیت رکھنے کا رواج قدیم زمانے میں بھی تھا اور آج کل بھی ہے۔ اس سے

ان کا مقصد تعظیم کرنا ہوتا ہے؛ کیونکہ بعض لوگ اپنے نام سے مخاطب کیے جانے کو پسند نہیں کرتے، اسی لیے اکرام اور احترام کی بنا پر کنیت رکھی جاتی تھی۔ اور ایک نادر طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنے محبوب مشغلہ یا اپنی جبلتوں کے مطابق اپنی اولاد کے نام رکھ کر اپنے لیے وہی صفت بطور کنیت استعمال کرتے تھے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی کئی نرینہ اولاد کا نام پیدائش کے وقت حرب (جنگ) رکھا، تاکہ ''ابو حرب'' آپ کی کنیت ہو، جسے وہ بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں پر حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ کے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

برصغیر پاک و ہند میں نام رکھنے کا طریقہ

تہذیب و تاریخ ہند میں نام رکھنے کے مختلف طریقے رائج رہے ہیں۔ اپنے آباء واجداد کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھنا، شجاعت و بہادری اور دیگر اوصاف حمیدہ کی بنیاد پر اپنی اولاد کے نام رکھنا، مذہبی عقائد اور اقوام وقبائل کی اجتماعی خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر نام رکھنا رائج رہا ہے۔ ہندو تہذیب میں علم الاعداد کے حساب سے زائچہ بنا کر نحس وسعد کی گھڑیوں کو پیش نظر رکھ کر نام رکھا جاتا ہے۔ اور جوتشی جو نام یا حروف تجویز کر دیتا ہے، ان کی پابندی کی جاتی ہے۔ تقریباً یہی صورت حال پاکستان میں بھی ہے۔ حتیٰ کہ حروف کی پابندی کرتے ہوئے نام کی اسلامی حیثیت کو داغدار تک کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً ماہر علم الاعداد اپنے فن کی بنیاد پر حروف بتا دیتا ہے کہ ان حروف سے نام تشکیل دیا جائے، تو پھر اُنہی حروف سے تشکیل کردہ نام ہی رکھا جاتا ہے؛ خواہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تمام پر اسرار علوم خواہ علم جفر ہو یا اعداد، جوتش یا نجوم، کہانت ہو یا فال...... بہر حال ان کی شرعی حیثیت اسلام میں حرمت کے سوا کچھ نہیں۔

دنیا کے عظیم فاتحین میں ایک بہت بڑے فاتح سکندر اعظم کے آثار آج بھی پاکستان میں موجود ہیں اور یہاں بہت سے لوگوں کے ناموں میں سکندر کا سابقہ یا لاحقہ اس کی باقیات کی دلیل ہے۔ اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ مسلم اکثریت کا یہ علاقہ تہذیب وثقافت کے اعتبار سے اسلامی شعائر پر کاربند رہا، تاہم اسماء والقاب کے معاملے میں دیگر تہذیبوں خصوصاً ہندی اور مغربی تہذیب کے اثرات نمایاں ہیں۔ دینی گھرانوں میں تو نام اسلامی احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے طے کیے جاتے ہیں؛ مگر جدید تعلیم یافتہ طبقے نام کی انفرادیت کی وبا میں اس حد تک مبتلا ہیں کہ منفرد نام رکھنے کی دھن میں جمادات ونباتات کے نام بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً ستارہ، نگینہ، نرگس، پھول وغیرہ۔

خواتین کے ناموں میں آج کل یہ رجحان ہے کہ بچپن میں اپنے باپ کے نام کا لاحقہ اور شادی کے بعد خاوند کا نام بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ نادرا کاغذات میں بھی شادی کے بعد خواتین کی ولدیت درج ہی نہیں کی جاتی۔ یہ مغرب زدہ طریقہ اسلامی ضوابط کی صریح خلاف ورزی ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:﴿اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾[] ''لوگوں کو ان کے باپ کی طرف منسوب کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف والی بات ہے۔ اگر تمہیں ان کے باپ کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے غلام ہیں۔'' مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے آزاد پیدا کیا ہے۔ اور عورت ہو یا مرد اس کا اپنا ذاتی تشخص بہر صورت برقرار رہنا چاہیے۔اہل عرب اور ہمارے دیہاتوں میں آج بھی عورت کا نام اس کے تشخص اور ذاتی وقار کی مستقل و محفوظ علامت ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ ؓ جو صحابہ و صحابیات کی معلّمہ بھی ہیں، ان کے نام مبارک کے ساتھ کوئی لاحقہ نہیں، تاہم ان کی رحلت کے بعد انہیں صدیقہ ؓ کا لقب دیا گیا، جس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں۔حضرت فاطمہ ؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ''سیدۃ نساء اھل الجنۃ'' کا خطاب عنایت فرمایا، ان کے نام کے ساتھ کوئی لاحقہ نہیں۔

آج کیوں یہ روش چل نکلی ہے کہ شادی کے بعد خاوند کے نام کا لاحقہ لگایا جا رہا ہے۔شاید یہ عورت کے تشخص کے استحصال کا نیا حربہ اور غلامی کی صدائے بازگشت ہے۔ جیسا کہ پاؤں کی زنجیر کو جدید انداز میں ''پازیب'' کے خوبصورت نام سے خواتین کا پہناوا بنا دیا گیا۔

یہ روش بھی شیطان لعین کا ایک نیا جال ہے کہ ''ثقافت'' کے نام پر عورت محض نمائشی اشیاء میں ایک دل بہلانے کی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ یہ بھی عورت کا بدترین استحصال ہے کہ قدرت الٰہیہ کی طرف سے عطا کردہ حسن و نکھار کو اشتہار بنا کر کوئی تجارت کر رہا ہے۔کوئی فلموں کو کامیاب بنا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کے انعامات کی اس طرح تو کبھی بیل نہیں کی گئی تھی جیسا کہ آج کل عورت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ بچا صرف نام ہی تھا، اسے بھی تہذیب حاضر نے مرد کا تابع محض بنا کر رکھ دیا، وہ بھی بے ڈھنگے انداز میں۔کوئی یہ احساس کر سکتا ہے کہ ایسے جدید تعلیم یافتہ معاشرے میں [illegible] ایک بھی استعمال کی جا سکتی ہیں؛ لیکن ایسا ہو رہا ہے۔عورت تمام عمر ہر موقع اور ہر پہلو سے مرد کے نام سے ہی متعارف ہوتی ہے۔

ممکن ہے کہ بعض اوقات خاوند کے نام کے فائدے بھی ہوں؛ مگر نقصانات کے امکانات سے مبرا بھی نہیں۔ اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ دوسرے اور تیسرے خاوند کے ساتھ ہر دفعہ اس کا لاحقہ بدل جاتا ہے۔عورت کا نام تو حقیقت میں